بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ

لاہور انٹرنیشنل

ستمبر ۲۰۲۲ء

صفر / ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، ختم نبوت کی داعی واحد جماعت کا ترجمان۔

حضرت محمد مصطفٰی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پُرانا

حضرت مرزا غلام احمدؑ مُدعی نبوت نہیں مجدّد صد چہاردہم تھے، جس کی پیشگوئی نبی کریمؐ نے مسیح ومہدی کے القاب سے کی تھی۔

مدیر
شاہد عزیز

فہرست مضامین

۱: کلامِ امام۔ خُدا تعالیٰ اپنی رحمت دو طرح پر دکھاتا ہے (اسلامی اصول کی فلاسفی - آخری قسط ۳۴) ۲

۲: خطبہ مولانا محمد علیؒ۔ آنحضرتؐ پر درود و سلام ۳

۳:: کلام علوی۔ ہدیہ نعت ترجمہ فارسی کلام حضرت مسیح موعودؑ ۴

۴: داغِ ہجرت از ارشد علوی ۶

۵: دعا ۷

۶: برلن مسجد افتتاح کی تقریب لارڈ شاہد عزیز ۷

اعلانات

ایک لمبا عرصہ برلن مسجد مرمتوں اور تزئین اور آرائش کے لئے بند تھی۔ نمازیں باغ میں، ایک ٹینٹ میں ادا کی جاتی تھیں۔ اگست ۲۰۲۲ میں حضرت امیر ڈاکٹر عبد الکریم سعید نے مسجد کی رسمِ افتتاح کی اور مسجد اپنی پہلی شان وشوکت سے کھولی گئی۔

۲۰۲۴ میں مسجد کی سو سالہ جوبلی ہے۔

دوستوں سے استدعا ہے کہ اِس تقریب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

نشریات

برطانوی ٹائم

Radio Virtual Mosque on:

http://mixlr.com/radio-virtual-mosque

YouTube:

https://www.youtube.com/c/WorldwideAhmadiyyaAnjumansLahore

https://www.podbean.com/user-Lx6kp2cJrcwN

پروگرام واوقات

پیر سے جمعرات نشریات

۱۹۰۰-تدبر القرآن اردو

۱۹۴۰-Reflections on the Holy Quran انگریزی

جمعہ-انگریزی ۱۳:۰۰

ہفتہ - اردو ۱۳:۰۰ Pure Discussions WhatsApp Group

عیدین-انگریزی ۱۱:۰۰

عالمگیر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

www.virtualmosque.co.uk

ای میل: editor.thelight@LACommunity.uk

کلامِ امام

از حضرت مرزا غلام احمدؑ

(آخری قسط۔۳۴صفحہ ۱۶۲تا۱۶۳)

مُرتب ارشد علوی

حضرت مسیح موعودؑ اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرماتے ہیں۔

خُدا تعالیٰ اپنی رحمت دو طرح پر دِکھاتا ہے، راستبازوں کی تائید اور مخالفوں کی تباہی سے۔

اُس کی رحمت نوعِ انسان پر اس طرح وارد ہوتی ہے۔ جیسے ہم میں سے ایک شخص اپنے تمام وجود پر رحمت رکھتا ہے۔ اس بات میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک فرد ہم میں سے اپنے سارے وجود سے پیار رکھتا ہے۔ اور اگر کوئی ہمارے ایک بال کو اُکھاڑنا چاہے تو ہم اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں۔ لیکن باوصف اس کے کہ ہماری محبت جو ہم اپنے وجود سے رکھتے ہیں۔ ہمارے تمام وجود میں بٹی ہوئی ہے اور تمام اعضاء ہمارے حقیقت میں ہمارے لئے پیارے ہیں۔ ہم کسی کا نقصان نہیں چاہتے۔ مگر پھر بھی یہ بات بدَاہت ثابت ہے کہ ہم اپنے تمام اعضاء سے ایک ہی درجہ کی اور یکساں محبت نہیں رکھتے بلکہ اعضاءِ رئیسہ و شریفہ کی محبت جن پر ہمارے مقاصد کا بہت کچھ مدار ہے۔ ہمارے دِلوں پر غالب ہوتی ہے۔ ایسا ہی ہماری نظر میں ایک ہی عضو کی محبت کی نسبت مجموعہ اعضاء کی محبت بڑھ کر ہوتی ہے۔ پس جب کبھی ہمارے لئے کوئی ایسا موقعہ آپڑتا ہے کہ ایک شریف عضو کا بچاؤ ادنیٰ درجہ کے عضو کے زخمی کرنے یا کاٹنے یا توڑنے پر موقوف ہوتا ہے تو ہم جان کے بچانے کے لئے بِلا تامّل اسی عضو کے زخمی کرنے یا کاٹنے پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ اور گو اس وقت ہمارے دل میں یہ رنج بھی ہوتا ہے، کہ ہم اپنے ایک پیارے عضو کو زخمی کرتے یا کاٹتے ہیں۔ مگر اس خیال سے کہ اس عضو کا فساد کسی دوسرے شریف عضو کو بھی ساتھ ہی تباہ نہ کرے۔ ہم کاٹنے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں۔ پس اسی مثال سے سمجھ لینا چاہئے کہ خُدا بھی جب دیکھتا ہے کہ اس کے راستباز باطل پرستوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور فساد پھیلتا ہے تو راستبازوں کی جان کے بچاؤ اور فساد کے فرو کرنے کے لئے مناسب تدبیر ظہور میں لاتا ہے خواہ آسمان سے خواہ زمین سے۔ اس لئے کہ وہ جیسا کہ رحیم ہے ویسا حکیم بھی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (مکمل) (فہرست مضامین)

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ اور عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

۱. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت پر ایمان

۲. آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خاتم النبیین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ:۔ 'اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا"، "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔ "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ختم ہوگئی'۔

۳. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسُوخ نہیں، نہ قیامت تک منسُوخ ہوگا۔

۴. بمُطابق فرمانِ نبوی حضرت محمدؐ کے بعد مجدّدین آئیں گے۔ اِس اُمّت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونو انبیاء

۵. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہلِ سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہلِ تشیّع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدّد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶. ہر ایک شخص جو لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے، خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

۷. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدّد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہر گز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: 'اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے'۔

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔

(خطبہ ۲۸ فروری ۱۹۳۰ء)

آنحضرت ﷺ پر درود و سلام۔

تحفظ ناموسِ رسولؐ سے مراد۔

حضرت مولانا محمد علیؒ

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضرت مولیناؒ نے آیاتِ ذیل تلاوت کیں۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ (۳۳:۵۶-۵۷)

ترجمہ: "اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو اس پر درود بھیجو اور سلام بھیجو۔ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔"

اور پھر آپؒ نے فرمایا کہ سورۃ الاحزاب کی یہ دو آیات میں نے پڑھی ہیں۔ ایک میں اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا رسول کریم ﷺ پر دورد بھیجنے کا ذکر ہے۔ اور مسلمانوں کو حکم ہے۔ کہ وہ بھی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں۔ اور دوسری میں یہ ذکر ہے۔ کہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایذاء دیتے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے۔ یعنی اپنی رحمت سے دور کرتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کی کیا غرض ہے؟! درود تو اللہ اور اس کے فرشتے بھی بھیجتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنا یہ ہے کہ آپ کے لئے مغفرت، قبولیت اور برکات کے دروازے کھول دے۔ باوجود اس کے مسلمانوں کو یہی حکم ہے۔ کہ وہ اللہ کے رسول پر درود بھیجیں۔ ہم نماز میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ پڑھتے ہیں۔

درود کا مقصد:

درود کا مقصد یہی ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں محمدؐ رسول اللہ کی محبت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ اور یہ بڑی بھاری غرض ہے۔ درود کی اہمیّت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے، کہ اسے نماز کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح نماز میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور بڑائی اور تقدیس کی یہ غرض ہے، کہ انسان کا دل عظمت الٰہی کے سامنے جھکا رہے۔ اسی طرح درود شریف کو اس کا حصہ قرار دینے سے یہ غرض ہے، کہ نبی کریم کی محبت انسان کے دل میں پیدا ہو۔ اس امر کی صراحت قرآن شریف میں موجود ہے۔ کہ انسان کو جس قدر بھی محبت دینوی رشتہ کے لحاظ سے کسی سے ہو سکتی ہے یا دنیا کی کسی چیز سے جو محبت ہو سکتی ہے، ان سب محبتوں پر محمد رسول اللہ کی محبت فائق ہو۔ سورہ التوبۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۔ (۹:۲۴)۔ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے، تمہارے مال جو تم کماتے ہو اور تمہاری تجارتیں، جن کے مندا پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو، اور تمہارے مکان جن کو تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمام چیزیں اللہ اور اس کے رسولؐ سے تمہیں زیادہ محبوب ہیں، تو تم ہرگز مؤمن نہیں۔ تم پر خدا کا عتاب نازل ہو گا۔ کیونکہ تم فاسق ہو گئے۔ اور اللہ فاسق قوم کو پسند نہیں کرتا۔ حدیث میں بھی یہ مضمون آیا ہے۔ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۔ یاد رکھو۔ کہ تم میں سے کوئی شخص مؤمن کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا، جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کے بیٹے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں۔ قرآن کریم کا یہی منشاء ہے۔ اور خود نبی کریم کا بھی یہی ارشاد ہے۔ کہ رسول اللہ کی محبت تمام محبتوں سے بڑھ کر ہونی چاہیئے۔

> **درود شریف کی غرض نبی کریم ﷺ کی محبت انسان کے دل میں پیدا کرنا ہے۔**

جذبۂ عمل:

ہمارے مذہبی عقائد، توحید رسالت اور سزا اور جزا وغیرہ کے مسائل پر مشتمل ہیں۔ لیکن عقائد کے علاوہ ایک اور شے ہے۔ جو انسان کے اندر پائی جاتی ہے۔ اور وہ شئے انسان کا جذبۂ عمل ہے۔ جس سے انسان کامیاب ہوتا ہے۔ جذبہ

عمل محض عقائد سے پیدا نہیں ہوتا! بلکہ اس کی محرک کمال درجہ کی محبت ہے۔ اگر ہم مذہب کی حالت پر نظر ڈالیں، تو ہمیں مذہب میں عقائد کے سوا ایک خاص چیز کی عظمت یا محبت نظر آتی ہے، جو اس قوم میں جذبۂ عمل یا جذبۂ اتحاد پیدا کرتی ہے۔ عیسائیت ہی کو لیجئے۔ ایک عیسائی مصنف لکھتا ہے۔ کہ اسلام میں خواہ کیسے اچھے عقائد ہوں، لیکن اس میں ایک چیز کی کمی ہے۔ اور وہ مسیحؑ کی صلیب ہے۔ صلیب کیا ہے؟! لکڑی کی بنی ہوئی شکل (T) کی ایک چیز ہے۔ مگر یہ بات، کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر چڑھے، عیسائیوں کے اندر ایک جذبۂ عمل پیدا کرتی ہے۔ گویا یہ صلیب ہی اب عیسائی مذہب کا ایک نشان رہ گئی ہے۔ عیسائیت کے عقائد ایک ایک کر کے گرتے جاتے ہیں۔ مگر مسیحؑ کی صلیب پر اب بھی عیسائیوں کو فخر ہے۔ اور یہی ان کا آخری سہارا ہے۔ اور لکڑی کا یہی نشان تمام عیسائیوں میں، خواہ ان کے مذہبی عقائد کچھ ہی ہوں، ان میں جذبۂ عمل پیدا کرتا ہے۔ ہندوؤں میں کئی ایسے فرقے ہیں، جو وید کو خُدا کا کلام نہیں سمجھتے۔ اُن میں ایسے بھی ہیں جو بالکل دہریہ ہیں۔ نہ وہ سب کے سب کسی اوتار یا پیغمبر پر ہی متفق ہیں۔ مذہبی عقائد کے لحاظ سے ان میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اس شدید اختلاف کے باوجود گائے کے معاملہ میں وہ سب متفق ہیں۔ اور گائے ان کو وہی کام دیتی ہے، جو عیسائیوں کو صلیب۔ عیسائیوں نے لکڑی کے ایک نشان کو اور ہندوؤں نے ایک چوپائے یعنی گائے کو اپنی مذہبی ارادت کا مظہر قرار دے رکھا ہے۔ لیکن ان دونوں کے مقابلہ میں مسلمانوں نے ایک کامل انسان کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دے رکھی ہے۔ اور یہی محبت ان کے جذبۂ عمل کا سرچشمہ ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم اور حدیث میں نبی کریم ﷺ کی محبت کو اس قدر بلند مقام دیا ہے، کہ اس کو ایمان کا صحیح نشان قرار دیا ہے۔ اور دلائل کی کیا ضرورت ہے؟ ہماری آنکھوں نے وہ نظارہ دیکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی محبت کا جذبہ مسلمان کے دل میں اس قدر غالب ہے، کہ اس کے سامنے وہ دنیا اور مافیہا کو ہیچ سمجھتا ہے۔ اور پھر اسی جذبۂ محبت کی وجہ سے اس کی عزّت بھی کس قدر ہوتی ہے۔ ایک معمولی سے معمولی نوجوان نے، جس کو کوئی جانتا ہی نہ تھا، جب اپنے آپ کو پروانے کی طرح اپنے محبوب کے ناموس کی خاطر قربان کر دیا، تو اس کا مقام دنیا میں بھی اس قدر بلند ہوا، کہ اس کی قبر پر شرک تک نوبت پہنچ گئی! پس رسولؐ کے ساتھ محبت کا یہ جذبہ ہی اصل ایمان ہے۔ جو انسان میں سچا جذبۂ عمل پیدا کرتا ہے۔ اور یہی درود شریف کا مقصود ہے۔ کہ اس جذبۂ محبت میں ترقی ہو۔ اسی غرض کو سمجھانے کے لئے قرآن کریم نے جہاں جہاں پہلی آیت میں آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کا ذکر کیا ہے، اس کے ساتھ ہی دوسری آیت میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے، جو آپ کو بُرا کہہ کر اور گالیاں دے کر آپؐ سے نفرت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کا ذکر کر کے فرمایا کہ ایسے لوگ رحمت الٰہی سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا۔ کہ اہل باطل نے جب کبھی اسلام پر حملہ کیا ہے، تو اس کے اصولوں پر نہیں کیا، بلکہ بسا اوقات ان اصولوں کے سامنے سر جھکایا ہے، لیکن ان کے حملے کی زد ہمیشہ رسول اللہ پر ہوتی ہے۔ گویا جس طرح مؤمن کی فطرت صحیح اسے بتاتی ہے کہ رسول اللہ کے ساتھ محبت میں ہی اسلام کی ترقی کا راز ہے، اسی طرح اہل باطل کی تاریک فطرت انہیں بتاتی ہے کہ رسول اللہ کے ساتھ تنفر پیدا کرنے سے ہی وہ اسلام کی ترقی کو روک سکتے ہیں!

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت میں ہی اسلام کی ترقی کا راز ہے۔

جہاد:

قرآن شریف بلا شبہ خدا کا کلام ہے۔ جس کی اشاعت نبی کریم کی زندگی کا مقصد تھا۔ مگر قرآن شریف کو دنیا میں پھیلانے کے لئے یہ ضروری ہے، کہ رسول کریمؐ کے پاک نام پر حملہ کرنے والوں کے خلاف زبردست جہاد کیا جائے۔ اور یہ جہاد یہ نہیں کہ ہم ان لوگوں پر، جو اس ناپاک رستے کو اختیار کرتے ہیں، ملامت کے ووٹ پاس کریں! بلکہ ضرورت اس بات کی ہے، کہ رسول اللہ کے صحیح حالات کو دنیا کی تمام زبانوں میں ترجمہ کر کے لوگوں تک پہنچا دیں۔ اسلام کے اصول تو دنیا میں قبولیت حاصل کر رہے ہیں۔ ضرورت صرف اس تنفّر کو دور کرنے کی ہے، جو رسول اللہ پر ناپاک حملے کر کے پیدا کیا جا رہا ہے۔ جب تک آپ یہ نہ کریں گے، اس وقت تک آپ اشاعتِ اسلام کے مقصد میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ صلح حدیبیہ کا واقعہ یاد کرو۔ جس میں بظاہر مسلمانوں نے مغلوب فریق کی شرائط قبول کیں۔ مگر اس صلح نے کفار اور مسلمانوں کے باہمی میل جول کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کفار نبی کریمؐ کے اخلاق کے سامنے جھک گئے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں اسلام میں داخل ہونا شروع ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے اس صلح کا نام فتح مبین رکھا ہے اور بالآخر جب سارے عرب میں جنگ کا خاتمہ ہوا، اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے اخلاق دیکھنے کا موقعہ ملا، تو پھر سارا عرب ہی

فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہونے لگا۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ اِذَا جَآئَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ۔ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْ خُلُوْ نَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۔(۲-۱۱۰:۱) یعنی "جب اللہ (تعالیٰ) کی مدد اور فتح آگئی۔ اور تونے لوگوں کو اللہ (تعالیٰ) کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے دیکھ لیا۔"

ایک غلط خیال:

بعض لوگ اس غلط خیال میں مبتلا ہیں۔ کہ ان آیات اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۔ لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَا خَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَیَھْدِ یَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا۔(۲-۴۸:۱) میں جو صلح حدیبیہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، رسول اللہ کے گناہ معاف کرنے کا ذکر ہے۔ یہ اتنی بڑی غلطی ہے۔ کہ ایسا ماننے والوں پر تعجب ہوتا ہے! بھلا وہ شخص، جس کے متعلق تاریخی شہادت موجود ہے، کہ آپؐ سے بعثت سے پہلے بھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ بعثت کے بعد اس سے گناہ کا ارتکاب ممکن تھا؟ قرآن کریم صاف فرماتا ہے۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰ ی۔(۲:۵۳) محمد نہ کبھی عقیدتاً گمراہ ہوئے، نہ عمل کے لحاظ سے۔ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ (۲:۴۸) میں ان ذُنوب کا ذکر ہے، جو کفار اپنی نافہمی سے رسول اللہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور ایسی اضافت زبان عربی میں آتی ہے۔ جیسے اَیْنَ شُرَکَآئِ یَ (۶۲:۲۸) میں مراد سچ مچ اللہ تعالیٰ کے شریک نہیں، بلکہ ایسے لوگ مراد ہیں، جن کو لوگ غلطی سے شریک ٹھہراتے تھے۔ یہ بات خصوصیت سے یاد رکھنے کے قابل ہے۔

تحفظ ناموس رسولؐ:

میں آپ کو بتادینا چاہتا ہوں۔ کہ مسلمان ابھی تک تحفظ ناموس رسولؐ کے معنے نہیں سمجھے۔ اس وقت یہ صورت ہے کہ جہاں کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کی مبارک ذات پر حملہ کیا، ہم نے اخبارات میں شور مچانا شروع کر دیا۔ اور کچھ عرصہ تک احتجاجی جلسوں کے انعقاد کا سلسلہ جاری رکھا! اس میں شک نہیں۔ کہ اخبارات میں شور مچانے اور جلسے منعقد کرنے سے جوش تو پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر یہ مرض کا اصلی علاج نہیں ہے۔ مسلمانوں کی سب سے بڑی کوتاہی یہی ہے، کہ انہوں نے غیر مسلم لوگوں تک نبی کریم کی زندگی کی صحیح تصویر نہیں پہنچائی۔ اور نہ ان کے کانوں تک آپؐ کا پیغام پہنچایا۔ ہندوؤں اور عیسائیوں میں نبی کریمؐ کے خلاف ایک وسیع پیمانہ پر پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ تحفظ ناموس رسولؐ کی تحریک اس امر کی متقاضی ہے کہ نہ صرف لیکچروں اور کتابوں کے ذریعہ سے، بلکہ اپنے عمل سے نبی کریمؐ کی زندگی اور سیرت کی صحیح تصویر غیر مسلموں کو دکھائی جائے۔ جاہل سے جاہل آدمی میں بھی اپنے رسولؐ کی محبت کا جذبہ موجود ہے۔ تمام مسلمانوں کے دلوں میں محبت ایک فطری رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ مگر اس طبعی اور فطری محبت سے کام لینا ان لوگوں کا فرض ہے، جو اس کام کے اہل ہیں۔

رسولؐ کی محبت:

بعض لوگوں کو یہ شکایت ہے، کہ ہماری انجمن کچھ نہیں کرتی۔ اسے سیاست میں حِصّہ لینا چاہئے۔ تمہارے سامنے ایک طرف ملک کی محبت ہے۔ اور دوسری طرف رسولؐ کی محبت۔ اب تم خود فیصلہ کرو۔ کہ تم کس کی محبت کو مقدم سمجھتے ہو؟ اس وقت رسول کریمؐ پر حملے ہو رہے ہیں۔ کیا تمہاری غیرت تمہیں اس بات کی اجازت دیتی ہے۔ کہ تم اس موقعہ پر خاموش رہو؟ ہمیں ملک کی محبت پر رسولؐ کی محبت کو مقدّم سمجھنا چاہیئے۔ ملک کی محبت ایک ادنیٰ شئے ہے۔ رسولؐ کی محبت کا مرتبہ اس سے بلند ہے۔ ملک کی محبت تو صرف حصول سوراج کے لئے قربانیاں چاہتی ہے۔ لیکن جب یہ سوراج حاصل ہو جائے، تو پھر ہماری زندگیوں میں روشنی پیدا کرنے والی کونسی چیز ہوگی؟ وہ صرف رسولؐ کی محبت ہے۔ پس آج ہی اس کو مقدّم کر لو۔ (پیغام صلح۔ ۷مارچ ۱۹۳۰ء)

(فہرست مضامین)

کلام علوی

ہدیہ نعت

ہیں جان و دل فدائے جمالِ محمدیؐ۔
میں ہوں نثار کوچہ آلِ محمدی
دنیا کی وسعتوں میں جہاں بھی نظر گئی۔
ہر چیز سے عیاں تھا جلالِ محمدی
کیوں میرے فیض عام سے برہم ہوئے ہیں آپ۔
ہے یہ تو موجِ بحر کمالِ محمدی
یہ نور آفتابِ محمد کا عکس ہے۔
یہ فیض عام آبِ زلالِ محمدی

(فارسی کلام حضرت مسیح موعود کا منظوم ترجمہ اعظم علوی صاحب)

(فہرست مضامین)

داغِ ہجرت

حضرت مسیح موعودؑ کا وہ الہام جو حضرت مولانا محمد علیؒ کی سربراہی میں جماعت لاہور کے قیام سے پورا ہوا

ارشد علوی

حضرت اقدسؑ کو الہام ہو چکا تھا۔ "داغِ ہجرت" اس لیے آپ کو بار بار یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ نہ معلوم کس وقت قادیان چھوڑنا پڑے۔اس لیئے جماعت کو جب بھی تکلیف میں دیکھتے تو خیال ہوتا کہ شائید یہی وہ موقع ہو جب قادیان سے ہجرت کرنی پڑے۔

حضرت اقدسؑ کی اہلیہ کی طبیعت علیل رہتی تھی اس لیئے انہوں نے بھی تبدیلئی آب وہوا کے لیئے لاہور چلنے کی خواہش ظاہر کی۔آپ نے استخارہ کیا تو ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ کی صبح کو ۴ بجے یہ مصرعہ الہام ہوا۔

"مباش ایمن از بازئی روزگار"

آپ کو اس الہام سے تشویش ہوئی کیونکہ اس میں خطرہ کی خبر تھی۔مگر ممانعت نہ تھی اور بیوی صاحبہ کو بھی لاہور جانے کی خواہش تھی۔اس لیے آپ ۲۷ اپریل کو قادیان سے لاہور روانہ ہو گئے۔لاہور جا کر آپ کو دوسرا فقرہ الہام ہوا۔

"مکن تکیہ بر عمرِ ناپائیدار"

جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مامور کر اپنے ہاں جلد بُلا رہا ہے۔کسے علم تھا کہ آپ جو لاہور تشریف لا رہے ہیں۔اب واپس قادیان تشریف نہیں لا سکیں گے۔اور آپ کا الہام "داغِ ہجرت" اس رنگ میں پورا ہونے کو ہے۔لیکن علمِ الٰہی میں تو یہ وقت روحانی طور پر آپ کی وفات کے چھ برس بعد پیش آنے والا تھا اور حالات وواقعات نے ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت یہی وہ وقت تھا جو الہام کے تقاضے پورے کر رہا تھا۔صاحبِ نظر و صاحبِ بصیرت حضرات آج بھی اس الہام کے مفہوم اور منشاء کو سامنے رکھ کر ان واقعات پر غور کریں جو ۱۹۱۴ میں حضرت اقدس کی وفات کے چھ سال بعد معرضِ وجود میں آئے۔تو ان پر واضع ہو جائے گا کہ یہی وقت الہام کے لیے کم و کاست پورا ہونے کا وقت ہے۔اس کی تفصیلات پیش ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

آپ کا یہ الہام حضرت مولانا محمد علیؒ کے ذریعے پورا ہوا۔جب آپ کی وفات کے چھ برس بعد آپ کا تبلیغ و خدمت اِسلام کا مشن لاہور آ گیا۔جس طرح قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں جو آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھوں میں دیکھی تھیں۔وہ حضرت عمرؓ (رسولِ اکرمؐ کے دوسرے جانشین) کے ہاتھوں میں آئیں۔اور یوں یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔اسی طرح "داغِ ہجرت" کا الہام حضرت مولانا محمد علیؒ (مسیح وقت کے دوسرے جانشین) کے ذریعے پورا ہوا۔جب وہ قادیان سے ہجرت کر کے لاہور چلے آئے۔دراصل اِس الہام کا مطلب یہی تھا کہ آپ کی یہ ہجرت روحانی طور پر ہو گی۔یعنی آپ کا تبلیغ و اشاعتِ اِسلام کا مشن قادیان سے ہجرت کر جائے گا۔جیسا کہ وقوع میں آیا۔اور آپ کا تبلیغ واشاعتِ اِسلام کا کام قادیان سے لاہور میں منتقل ہوا۔

"لاہور احمدیہ بلڈنگس میں آپ کا وصال اور آپ کے جسدِ مبارک کی قادیان کو واپسی جنابِ الٰہی سے اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ حضرتِ مجدّدِ وقت کی رُوح کے رفع الی اللہ کا مقام لاہور احمدیہ بلڈنگس ہے اور جسمِ بے جاں کا مقام کا قادیان ہے۔گویا آپ کی رُوح لاہور کے مقدر میں آئی اور جسم جماعت قادیان کے"۔اسی لیے فرمایا

> "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں"

حضرت مولانا محمد علیؒ کی قیادت میں جماعت لاہور کا قیام اور اس کے ذریعے حضرت اقدسؑ کے مشن کی تکمیل اظہر من الشمس ہے۔انگریزی ترجمۃالقرآن اور حضرت اقدسؑ کے علمِ کلام کو حضرت مولانا مرحوم نے سب سے پہلے انگریزی زبان میں منتقل کر کے اقوامِ عالم میں مامور من اللہ اور اُن کے مشن سے روشناس کیا۔اور پھر اس لٹریچر کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کروا کر دُنیا کے کونے کونے تک پہنچایا۔اسلام پر اس قدر لٹریچر جس کا اعتراف دُنیا کے منکرین کو آج بھی ہے۔حضرت اقدسؑ کے کشف کہ وہ لندن میں سفید پرندے پکڑ رہے ہیں۔اسی صحت مند لٹریچر کی بدولت پورا ہُوا۔جو حضرت مولانا محمد علیؒ نے پیدا کیا۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت لاہور کا قیام بذریعہ مولانا محمد علیؒ صاحب عمل میں آنا عین منشاء خداوندی کے مُطابق ہے۔اور آپ ہی حضرت اقدسؑ کے دوسرے جانشین قرار پاتے ہیں۔جنھوں نے الہام "داغِ ہجرت" اور امامِ وقت کے مشن کو تمام وکمال بدرجہ اُتّم پُورا کیا۔

(فہرست مضامین)

دُعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۱۴۷۰۰

اے ہمارے رَبّ ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمیں بخش دے اور ہمارے قدموں کو مضبوط رکھ۔ اور ہم کو کافر قوم پر مدد دے۔

سے گزر جانے کا نام سرف یا اسراف ہے(غ)۔ گو مال کے متعلق اس کے معنی کی زیادہ شہرت ہے۔

ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا:۔ لفظی معنی تو یہی ہیں کہ ہمارے قدموں کو مضبوط کر۔ مگر مراد اس سے یہ ہے کہ دلوں سے خوف دور ہو۔ اور ہر قسم کے خیالات فاسدہ سینوں سے نکلے رہیں(غق)۔ قدموں کی مضبوطی کو دل کی قوت سے شدید تعلق ہے۔ یہاں بتایا ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ سے اپنی کمزوریوں کا علاج اور خطاؤں کی معافی چاہو دوسری طرف دشمن پر نصرت کے طالب بنو۔ اگر اپنے نفسوں میں کمزوریاں بھری رہیں تو دشمن پر فتح پانے سے انسان کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔(فہرست مضامین)

برلن مسجد
تزئین و آرائش کے بعد

حضرت امیر ایداللہ، ڈاکٹر عبدالکریم سعید کا رسمِ افتتاح سے خطاب

مقررین

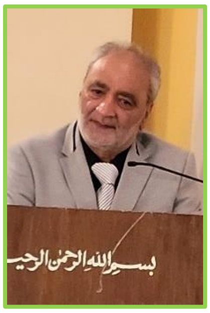

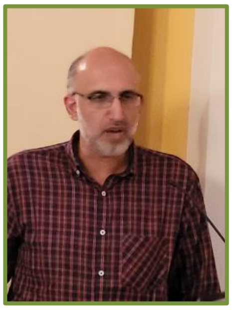

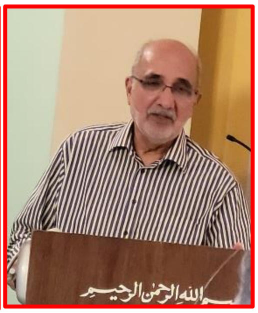

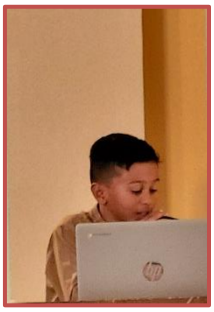

امام عامر عزیز، امام مسجد برلن

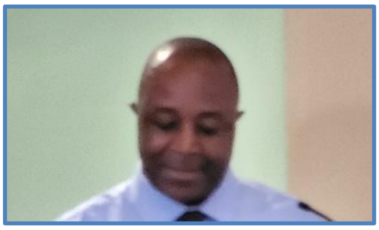

کئی مرحلوں میں مرمتوں سے پہلے برلن مسجد کا حال

ووکنگ مسجد میں حضرت مولانا صدر الدین اہلسنت والجماعت کو نماز پڑھانے کے بعد خطبہ دے رہے ہیں۔

حضرت مولانا صدر الدین مرحوم، بانی برلن مسجد اور امیر جماعت احمدیہ لاہور

اِسلام انسانیت سے محبت سِکھاتا ہے۔